خلیفہ بلا فصل

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

امت کا اجماع ہے کہ خلیفہ بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔اس پر کتاب وسنت اور اجماع امت سے دلائل موجود ہیں۔حدیثی دلائل ملاحظہ ہوں؛

حدیثی دلائل :

دلیل نمبر ①

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يَكُونُ مُلْكٌ ثُمَّ قَالَ سَفِينَةُ : أَمْسِكْ، خِلَافَةُ أَبِي بَكْرٍ وَخِلَافَةُ عُمَرَ ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ وَخِلَافَةُ عُثْمَانَ ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ ثُمَّ خِلَافَةُ عَلِيٍّ تَكْمِلَةُ الثَّلَاثِينَ قُلْتُ : فَمُعَاوِيَةُ؟ قَالَ : كَانَ أَوَّلَ الْمُلُوكِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: میری اُمت میں خلافت تیس سال ہوگی، پھر بادشاہت ہوگی۔سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: شمار کر لیجئے، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت بارہ برس چھ ماہ تھی، سیدنا

عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال تھی، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت نے تیس سال پورے کردیئے۔ (سعید بن جمہان رحمہ اللہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا :سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ؟ فرمایا: وہ پہلے بادشاہ تھے۔''

(مسند الطّيالسي : 1203، مسند الإمام أحمد : 221/5، سنن التّرمذي : 2226، وسندهٗ حسنٌ)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهٗ مَنْ يَشَاءُ.

''خلافت علی منہاج النبوۃ تیس سال تک ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہیے گا، بادشاہت عطا کردے گا۔''

(سنن أبي داود : 4646، وسندهٗ صحيحٌ)

حشرج بن نباتہ کی متابعت سنن ابی داود (۴۶۴۶) وغیرہ میں عبدالوارث بن سعید بصری (ثقہ، ثبت) نے اور مسند احمد (۲۲۰/۵، ۲۲۱) وغیرہ میں حماد بن سلمہ (ثقہ ثبت) اور سنن ابی داود (۴۶۴۷) میں العوام بن حوشب الواسطی نے کی ہے۔

رہا مسئلہ سعید بن جمہان کا، تو جمہور نے اس کی توثیق کی ہے۔

اس کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (السنۃ للخلال، ص:۴۱۹)، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (تاریخ يحيى بن معین:۳۶۹۵)، امام ابن عدی رحمہ اللہ (الکامل: ۴۰۲/۳، قال : أَرْجُوا أَنَّهٗ لَا بَأْسَ بِهٖ)، امام یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ (المعرفۃ والتاریخ:۷۸/۲)، امام ترمذی رحمہ اللہ (السنن: ۲۲۲۶، بتحسين حديثه) امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ (السنۃ:

۱۲۲۲، بتصحیح حدیثه)، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (المنتقی : ۹۷۶، بتصحیح حدیثه) امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات : ۲۸۷/۴)، امام حاکم رحمہ اللہ (المستدرک : ۱/۳۷، بتصحیح سنده) اور حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (مجمع الزوائد : ۳۶۶/۹) وغیرہم نے ''ثقہ'' کہا ہے۔

کسی ثقہ امام نے انہیں ''ضعیف'' نہیں کہا۔

رہا امام بخاری رحمہ اللہ (التاریخ الصغیر : ۱۹۶/۱) اور حافظ ساجی رحمہ اللہ (تہذیب التہذیب: ۱۴/۴) کا «لَا یُتَابَعُ عَلٰی حَدِیثِہٖ» ''اس کی حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔'' سے مراد یہ حدیث نہیں ہے۔

ویسے بھی جب حشرج بن نباتہ واضح ثقہ ہے، تو متابعت نہ بھی ہو، تو حرج نہیں، حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> كَثِيْرٌ مِّنَ الثِّقَاتِ قَدْ تَفَرَّدُوْا، فَيَصِحُّ أَنْ يُّقَالَ فِيْهِمْ : لَا يُتَابَعُوْنَ عَلٰى بَعْضِ حَدِيْثِهِمْ .
>
> ''کتنے ہی ثقہ راوی ہیں، جن کے بارے میں کہنا درست ہوگا کہ ان کی متابعت نہیں ہوئی۔'' (تاريخ الإسلام : 1199/4، ت بشار)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب ''من تكلم فيه وهو موثق أو صالح الحديث'' (۱۲۷) میں ذکر کیا ہے، لہٰذا حافظ ذہبی کا ''قوم يضعّفون'' (میزان الاعتدال: ۱۳۱/۲) کہنا مضر نہیں۔ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کا ''شَيْخٌ يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ'' (اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔) کہنے سے اس کی ہر

ہر حدیث کا مضطرب ہونا لازم نہیں آتا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (السنۃ للخلال، ص : ۴۱۹)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۶۵۷)، امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ (السنۃ: ۱۲۲۲) اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (مجموع الفتاویٰ: ۱۸/۳۵) نے اس حدیث کو، جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ (المستدرک: ۳/۷۱) اور حافظ بوصیری رحمہ اللہ (اتحاف الخیرۃ: ۲۷۶/۸) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ (سنن ترمذی: ۲۲۲۶) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (موافقۃ الخبر الخبر: ۱/۱۴۱) نے اس حدیث کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سعید بن جہمان صغیر تابعی اور صدوق راوی تھے۔''

کسی ''ثقہ'' محدث نے اس حدیث پر کلام نہیں کیا، بلکہ محدثین نے اس حدیث کی تصحیح کر کے اسے قبول کیا ہے، لہٰذا ابن خلدون مورخ (تاریخ ابن خلدون: ۲/۴۵۸) اور ابن العربی مالکی (العواصم من القواصم، ص: ۲۰۱) کا اسے بغیر دلیل کے صحیح تسلیم نہ کرنا ناقابل التفات ہے۔

حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے محدثین کا استدلال

① میمونی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَقِيلَ : إِلٰى مَا تَذْهَبُ فِي الْخِلَافَةِ؟ قَالَ : أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ، فَقِيلَ لَهٗ : كَأَنَّكَ تذهبُ إِلٰى حَدِيثِ سَفِينَةَ قَالَ : أَذْهَبُ إِلٰى

حَدِيثِ سَفِينَةَ وَإِلٰى شَيْءٍ آخَرَ، رَأَيْتُ عَلِيًّا فِي زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ لَمْ يَتَسَمَّ بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَلَمْ يُقِمِ الْجُمُعَ وَالْحُدُودَ ثُمَّ رَأَيْتُهُ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ، فَعَلِمتُ أَنَّهُ قَدْ وَجَبَ لَهُ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ مَا لَمْ يَكُنْ لَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ .

''امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ خلافت بارے کیا خیال ہے؟ فرمایا: ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم (ہی خلیفہ تھے)، کہا گیا، آپ حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے استدلال کرتے ہیں؟ فرمایا: میں حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے بھی استدلال کرتا ہوں، ایک دوسری دلیل بھی مدنظر ہے، وہ یہ کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہ خوبی جانتا ہوں کہ وہ سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے دور میں امیر المومنین کے نام سے موسوم نہیں ہوئے، نہ ہی آپ نے جماعت، جمعہ اور حدود قائم کیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ نے یہ کام کیا، معلوم ہوا کہ اب یہ کام ان پر واجب ہو گیا تھا، جو پہلے واجب نہ تھا۔'' (الإعتقاد : 469، وسندهٗ صحيحٌ)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں

''خلافت کے بارے میں ہم حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے دلیل لیتے ہیں۔''

(مسائل الإمام أحمد لعبد اللّٰه : 1833)

② امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث ائمہ اربعہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے۔''

(الإبانة عن أصول الدّيانة للأشعري :251)

③ امام ابن حبان رحمہ اللہ (صحیح ابن حبان: ٦٦٥٧)

④ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (صریح السنۃ، ح:٧)

⑤ امام آجری رحمہ اللہ (الشریعۃ:٥٦٤)

⑥ امام بیہقی رحمہ اللہ (الاعتقاد: ٤٦٧) بھی اس حدیث سے خلفائے اربعہ کا ہی اثبات کرتے ہیں۔

امام سفیان بن سعید ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ زَعَمَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ أَحَقَّ بِالْوِلَايَةِ مِنْهُمَا فَقَدْ خَطَّأَ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَالْمُهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارَ، وَمَا أُرَاهُ يَرْتَفِعُ لَهٗ مَعَ هٰذَا عَمَلٌ إِلَى السَّمَاءِ .

''جو یہ دعوی کرتا ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے خلافت کے زیادہ حق دار تھے، اس نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، مہاجرین اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سب کو غلط قرار دیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس عقیدے کے ساتھ اس کا کوئی عمل آسمان کی طرف بلند ہو۔''

(سنن أبي داوٗد : 4630، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جَمَاعَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَهُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْآثَارِ عَلٰى تَقْدِيمِ

أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَتَوَلِّى عُثْمَانَ وعَلِيٍّ وَجَمَاعَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذِكْرِ مَحَاسِنِهِمْ، وَنَشْرِ فَضَائِلِهِمْ، وَالِاسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ الَّذِي لَا يَجُوزُ عِنْدَنَا خِلَافُهُ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ .

”اہل سنت جو اہل فقہ و اہل الحدیث ہیں، ان کا مذہب ہے کہ سیّدنا ابوبکرو عمر رضی اللہ عنہما کو مقدم کیا جائے اور سیّدنا عثمان و علی رضی اللہ عنہما اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کی جائے، ان کے محاسن ذکر کیے جائیں، ان کے فضائل عام کیے جائیں اور ان کے حق میں استغفار کیا جائے۔ یہی حق ہے، جس کا خلاف جائز نہیں۔ والحمد للہ!“ (الإستذكار : 110/5)

نیز فرماتے ہیں:

عَلٰى ذٰلِكَ جَمَاعَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ .

”اہل سنّت والجماعت کا عقیدہ حدیث سفینہ کے مطابق ہے۔“

(جامع بيان العلم وفضله : 1170/2)

شیخ الاسلام، ابوعثمان صابونی رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

يَشْهَدُونَ وَيَعْتَقِدُونَ : أَنَّ أَفْضَلَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ، وَأَنَّهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ الَّذِينَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خِلَافَتَهُمْ بِقَوْلِهِ فِيمَا رَوَاهُ

سَعِيدُ بْنُ جَمْهَانَ عَنْ سَفِينَةَ .

''اہل سنت والجماعت گواہی دیتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے افضل ترین ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم ہیں، یہ خلفائے راشدین ہیں، جن کی خلافت کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے (پہلے ہی) کر دیا تھا، جیسا کہ سعید بن جمہان کی سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے۔''

(عقيدة السلف وأصحاب الحديث، ص 86-87)

فائدہ:

ایک روایت میں ہے:

اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً، وَسَائِرُهُمْ مُلُوكٌ، وَالْخُلَفَاءُ وَالْمُلُوكُ اثْنَا عَشَرَ .

''خلافت علی منہاج النبوۃ کی مدت تیس سال ہوگی، باقی سارے بادشاہ ہوں گے، خلفا اور بادشاہ بارہ ہوں گے۔''

(صحيح ابن حبان : 6657، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تتمہ اور تکملہ ہے، مستقل خلافت نہیں ہے یا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت وملوکیت میں ضم ہوگئی۔ رہا بارہ قریشی خلفا وملوک کا تعین؟ تو یہ محض تکلف ہے، البتہ ان میں خلفائے راشدین، عمر بن عبد العزیز، بنو عباس کے بعض حکمران اور امام مہدی شامل ہیں۔ امام مہدی کے دور میں خلافت علی منہاج النبوۃ عود کر آئے گی۔

دلیل نمبر ②

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهٖ فَأَعْهَدَ، أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ، ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ، أَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ.

”ارادہ تھا کہ میں ابوبکر اور ان کے بیٹے کی طرف پیغام بھیج دوں اور انھیں (ابوبکر کو) خلیفہ نامزد کر دوں کہ باتیں کرنے والے باتیں کریں گے یا خواہش کرنے والے خواہش کریں گے۔ پھر میں نے کہا: اللہ اور مومن ابوبکر کے علاوہ کسی کی خلافت نہیں مانتے۔“

(صحيح البخاري: 7217، صحيح مسلم: 2387)

یہ حدیث سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے پر واضح اور ٹھوس دلیل ہے، جیسے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ویسا ہی ہوا۔ صحابہ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی۔

امام آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اخْتَلَفَ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَلْ تَتَابَعَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَبَنُو هَاشِمٍ عَلٰى بَيْعَتِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ كُلِّ

رَافِضِيٌّ مَقْمُوعٍ ذَلِيلٍ، قَدْ بَرَّأَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ مَذْهَبِ السُّوءِ .

’’ایسا ہی ہوا، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر کوئی اختلاف نہ ہوا، مہاجرین، انصار، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور بنو ہاشم آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر متفق ہو گئے، الحمد للہ! ذلیل و پریشان رافضی کی ناک خاک آلود ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایسے برے مذہب سے بچائے رکھا۔‘‘

(الشّريعة : 4/1733)

دلیل نمبر ③

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ، فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيدُ الْمَوْتَ، قَالَ : إِنْ لَمْ تَجِدِينِي، فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ .

’’ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ سے کسی معاملے میں بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ اشارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی طرف تھا۔ فرمایا: ابو بکر کے پاس آ جانا۔‘‘

(صحيح البخاري : 7220، صحيح مسلم : 2386)

حافظ ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مِنْ أَبْيَنِ الدَّلِيْلِ فِي اسْتِخْلَافِ أَبِي بَكْرٍ قَوْلُ الْمَرْأَةِ لِلنَّبِيِّ .

''سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر واضح ترین دلائل میں سے ایک دلیل وہ حدیث ہے، جس میں ایک عورت نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔''

(شرح ابن بطال : 311/5، 18/20)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ رَدٌّ عَلَى الشِّيعَةِ فِي زَعْمِهِمْ أَنَّهُ نَصٌّ عَلَى اسْتِخْلَافِ عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ .

''اس میں شیعہ کا ردّ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فرمان جاری کیا تھا۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 24/7)

دلیل نمبر ④

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي قَالَ : مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ : فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ : وَاللّٰهِ، مَا بِي إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ يَتَشَاءَ مَ النَّاسُ، بِأَوَّلِ مَنْ يَقُومُ فِي مَقَامِ رَسُولِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ : فَرَاجَعْتُهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَقَالَ : لِيُصَلِّ بِالنَّاسِ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ .

”رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے تو فرمایا: ابوبکر کو حکم دیں کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب ہیں، قرآن پڑھتے ہیں تو آنسوؤں پر کنٹرول نہیں رہتا۔ کسی اور کو حکم دے دیں، تو اچھا ہو۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر سب سے پہلے کھڑے ہونے والے کے بارے میں بدشگونی کریں، میں نے رسول ﷺ سے دو تین بار تکرار کیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں، آپ تو صواحب یوسف علیہ السلام جیسی ہو۔“

(صحيح البخاري : 679، صحيح مسلم : 418، واللفظ لهٗ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمَقْصُودُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ إِمَامًا لِّلصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ فِي الصَّلَاةِ الَّتِي هِيَ أَكْبَرُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ الْعَمَلِيَّةِ .

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيُّ : وَتَقْدِيمُهٗ لَهٗ أَمْرٌ مَعْلُومٌ بِالضَّرُورَةِ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، قَالَ : وَتَقْدِيمُهٗ لَهٗ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ أَعْلَمُ الصَّحَابَةِ وَأَقْرَؤُهُمْ لِمَا ثَبَتَ فِي الْخَبَرِ الْمُتَّفِقِ عَلٰى صِحَّتِهٖ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَ ةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا، فَإِنْ كَانُوا فِي السِّنِّ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ مُسْلِمًا .

قُلْتُ : وَهٰذَا مِنْ كَلَامِ الْأَشْعَرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ مِمَّا يَنْبَغِي أَنْ يُكْتَبَ بِمَاءِ الذَّهَبِ ثُمَّ قَدِ اجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الصِّفَاتُ كُلُّهَا فِي الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ .

”مقصود یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کے لیے تمام صحابہ کا امام مقرر فرمایا، نماز اسلام کا وہ رکن ہے، جو تمام عملی ارکان سے بڑا ہے۔ شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم کرنا دین اسلام کی بنیادی عقائد میں سے ہے، اس میں دلیل ہے کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب صحابہ کرام سے بڑے عالم اور قاری تھے، کیونکہ متفق علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم کی امامت وہ کرے، جو کتاب اللہ کا بڑا قاری ہو، اگر سب قرأت میں برابر ہوں، تو سنت کا زیادہ عالم، اگر سنت کے علم میں سب برابر ہوں، تو عمر میں بڑا اور اگر عمر میں برابر ہوں، تو پہلے اسلام لانے والا شخص امامت کرے۔ میں کہتا ہوں کہ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کا یہ قول آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے، پھر یہ سب صفات سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ میں جمع تھیں۔“

(البداية والنّهاية : 265/5)

دلیل نمبر ⑤

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنِّي أَنْزِعُ عَلٰى حَوْضِي أَسْقِي النَّاسَ، فَجَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرَوِّحَنِي، فَنَزَعَ دَلْوَيْنِ، وَفِي نَزْعِهٖ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ، فَجَاءَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ، فَلَمْ أَرَ نَزْعَ رَجُلٍ قَطُّ أَقْوٰى مِنْهُ، حَتّٰى تَوَلَّى النَّاسُ، وَالْحَوْضُ مَلْآنُ يَتَفَجَّرُ.

''میں نے خواب میں دیکھا کہ حوض پر پانی کھینچ رہا ہوں اور لوگوں کو پلا رہا ہوں۔ ابوبکر میرے پاس آئے اور مجھے راحت دینے کے لیے میرے ہاتھ سے ڈول پکڑ لیا، ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی، اللہ انہیں معاف کرے، پھر عمر بن خطاب آئے اور ان سے ڈول لے لیا، میں نے ان سے بڑھ کر کھینچنے والا نہیں دیکھا (وہ ڈول کھینچتے رہے) حتیٰ کہ سب لوگ (پانی پی کر) واپس چلے گئے۔ حوض ابھی بھرا ہوا موجزن تھا۔''

(صحيح البخاري : 679، صحيح مسلم : 18/2392)

انبیا علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں، عبید بن عمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ﴾(الصّافات : 102)

’’انبیا علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ پھر انھوں نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: (ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام سے کہا تھا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں آپ کو ذبح کر رہا ہوں۔)‘‘

(صحيح البخاري : 138)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ . ’’انبیا علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔‘‘

(الإعتقاد للبيهقي : 474، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْيٌ فَأَرَى اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا صَفِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِهٖ كَأَنَّهٗ عَلٰى قَلِيبٍ، وَالْقَلِيبُ فِي انْتِفَاعِ الْمُسْلِمِينَ بِهٖ كَأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَخَذَ مِنِّي ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا، أَوْ ذَنُوبَيْنِ، يُرِيدُ أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ، فَالذَّنُوبَانِ كَانَا خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَنَتَيْنِ وَأَيَّامًا، ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَحَّ بِمَا ذَكَرْتُ اسْتِخْلَافُ عُمَرَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

بِدَلِيلِ السُّنَّةِ الْمُصَرِّحَةِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا .

”نبی اکرم ﷺ کا خواب وحی تھا۔ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو خواب میں ایک کنویں پر دکھایا، مسلمانوں کے نفع میں یہ کنواں گویا مسلمانوں کی خلافت تھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس سے جتنا اللہ نے چاہا کھینچا، پھر مجھ سے ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے پکڑ لیا۔ انھوں نے اس سے دو ڈول کھینچے، مراد سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال اور کچھ دن تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اسے عمر بن خطاب نے پکڑ لیا، مذکورہ دلیل، یعنی مذکورہ صریح سنت رسول ﷺ سے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت ہوتی ہے۔“

(صحیح ابن حبان : 15/323-324)

امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ : وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ قِصَرُ مُدَّتِهِ وَعَجَلَةُ مَوْتِهِ وَشُغْلُهُ بِالْحَرْبِ لِأَهْلِ الرِّدَّةِ عَنِ الْافْتِتَاحِ وَالتَّزَيُّدِ الَّذِي بَلَغَهُ عُمَرُ فِي طُولِ مُدَّتِهِ .

”سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ڈول کھینچنے میں کمزوری تھی، اس فرمان رسول ﷺ سے مراد ان کی مدت خلافت کا کم ہونا، جلد وفات اور مرتدین سے جنگ ہے۔ جبکہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بہت سے علاقے فتح کیے اور لمبی مدتِ خلافت پائی۔“(الإعتقاد : 484)

دلیل نمبر ⑥

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنِّي لَا أَدْرِي مَا بَقَائِي فِيكُمْ، فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي وَأَشَارَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ .

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں معلوم میں کب تک آپ میں رہتا ہوں، میرے بعد ان دونوں کی پیروی کیجئے گا، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا۔''

(سنن الترمذي : 3663، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٩٠٢) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام عقیلی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید، ثابت'' کہا ہے۔ (الضّعفاء الكبير : 95/4)

سالم بن عبد الواحد ابو العلاء جمہور کے نزدیک ''صدوق، ثقہ'' ہے۔ اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الثقات: ٦/٤١٠'' میں ذکر کیا ہے۔ امام عجلی رحمہ اللہ نے بھی ''ثقہ'' کہا ہے۔ (تاريخ الثّقات : 500)

امام طحاوی رحمہ اللہ نے ''ثقہ، مقبول الروایہ'' قرار دیا ہے۔

(شرح مشكل الآثار : 259/3)

اس کی تائید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمومی فرمان سے بھی ہوتی ہے:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ .

''میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت لازم پکڑیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 4/126-127، سنن أبي داوٗد : 4607، سنن التّرمذي : 2676، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵)، حافظ ضیا مقدسی رحمہ اللہ (اتباع السنۃ واجتناب البدع:۲) نے ''صحیح'' حافظ بزار رحمہ اللہ (جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر:۲۳۰۶) نے ''ثابت صحیح'' اور حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (جامع بیان العلم وفضلہ:۲۳۰۶) نے ''ثابت'' کہا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ (۹۵/۱) فرماتے ہیں:

صَحِیْحٌ، لَیْسَ لَہٗ عِلَّۃٌ. ''یہ حدیث صحیح ہے، اس میں کوئی علت نہیں۔''

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ھٰذَا حَدِیثٌ جَیِّدٌ مِّنْ صَحِیحِ حَدِیثِ الشَّامِیِّینَ .

''یہ شامیوں کی صحیح مرویات میں سے جید حدیث ہے۔''

(المسند المستخرج علی صحیح الإمام مسلم :1/36)

حافظ بغوی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔(شرح السّنۃ : ۱۰۲)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

صَحَّحَہُ أَیْضًا الْحَافِظُ أَبُوْ نُعَیْمٍ الْأَصْفَھَانِيُّ وَالدَّغُوْلِيُّ، وَقَالَ شَیْخُ الْإِسْلَامِ الْأَنْصَارِيُّ : ھُوَ أَجْوَدُ حَدِیْثٍ فِي أَھْلِ الشَّامِ

وَأَحْسَنُهُ.

”اسے ابو نعیم اصفہانی اور حافظ دغولی رحمہما اللہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ الاسلام انصاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: شامیوں کی مرویات میں سے یہ حدیث جید اور عمدہ ترین ہے۔“

(تحفة الطّالب بمعرفة أحاديث مختصر ابن الحاجب : 36)

حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ میں واضح اشارہ ہے کہ میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد خلافت راشدہ کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

دلیل نمبر ⑦

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، عَاصِبٌ رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ، فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ، سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ، غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ.

”رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں باہر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کو کپڑے سے باندھ رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے، اللہ کی تعریف وثنا

کی، پھر فرمایا: ابوبکر سے زیادہ احسان مجھ پہ کسی نے نہیں کیے، مال کا احسان ہو یا جان کا۔ میں اگر کسی کو خلیل بناتا، تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلام کی خلّت زیادہ بہتر ہے، ابوبکر کے علاوہ اس مسجد کی طرف کھلنے والی ہر کھڑکی بند کردو۔'' (صحیح البخاري : 467، مسند الإمام أحمد : 270/1)

دلیل نمبر ⑧

سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ حَتّٰى أَبْدٰى عَنْ رُكْبَتِهٖ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ فَسَلَّمَ وَقَالَ : إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ، فَسَأَلْتُهٗ أَنْ يَغْفِرَ لِي فَأَبٰى عَلَيَّ، فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ، فَقَالَ : يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ، فَأَتٰى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ، فَسَأَلَ : أَثَّمَ أَبُو بَكْرٍ؟ فَقَالُوا : لَا، فَأَتٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ، فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ، حَتّٰى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ، مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ : كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : صَدَقَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي مَرَّتَيْنِ، فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا .

''میں رسولِ اکرم ﷺ کی پاس بیٹھا تھا، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، کپڑے کا ایک پہلو تھام رکھا تھا، اسے گھٹنے سے ہٹا دیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لگتا ہے کہ آپ کا ساتھی کسی سے جھگڑ کر آیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور کہا: میرے اور عمر کے درمیان کچھ نزاع تھا، میں نے ان سے کچھ تلخ کلامی کی، پھر میں نادم ہوا اور ان سے معافی چاہی، لیکن وہ معاف کرنے پہ تیار نہیں، اسی لئے آپ کے پاس آ گیا ہوں۔ تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! اللہ آپ کو معاف کرے۔ سیدنا عمر کو فعل پر پشیمانی ہوئی، تو جناب صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر چلے آئے، پوچھا: ابوبکر ہیں؟ گھر والوں نے کہا: نہیں ہیں۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور سلام کہا، نبی اکرم ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا، تو مارے شفقت کے گھٹنوں کے بل گر گئے، دو مرتبہ عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! قصور میرا زیادہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے دو مرتبہ جناب عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ نے مجھے آپ کی طرف مبعوث کیا، آپ نے مجھے جھٹلایا، لیکن ابوبکر نے تصدیق کی تھی اور اپنی جان و مال کے ساتھ میری غمخواری کی تھی۔ آپ میری خاطر میرے ساتھی سے درگزر نہیں

کرتے؟ اس دن کے بعد کبھی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تکلیف نہیں دی گئی۔“

(صحيح البخاري : 3661)

دلیل نمبر ⑨

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، تو انصار نے کہا:

مِنَّا أَمِيرٌ، وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَأَتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّ النَّاسَ، فَأَيُّكُمْ تَطِيبُ نَفْسُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ : نَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ .

”ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک آپ میں سے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا: معلوم نہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا تھا؟ کون ہے، جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مقدم ہونا چاہتا ہے؟ انصار نے کہا: اللہ کی پناہ کہ ہم صدیق سے آگے بڑھیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 1/21-396، سنن النّسائي : 778، مصنّف ابن أبي شيبة : 2/330-331، طبقات ابن سعد : 2/224، 3/178-179، السّنّة لابن أبي عاصم : 1193، المعرفة والتّاريخ ليعقوب بن سفيان الفسوي : 1/454، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 2/67، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 8/152، التّمهيد لابن عبدالبر : 22/128,129، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کی سند کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان

کی موافقت کی ہے۔

نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 153/12)

دلیل نمبر ⑩

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِينَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَشَهَّدَ وَأَبُو بَكْرٍ صَامِتٌ لَّا يَتَكَلَّمُ، قَالَ : كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَعِيشَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَدْبُرَنَا، يُرِيدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ آخِرَهُمْ، فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُورًا تَهْتَدُونَ بِهٖ، هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثَانِيَ اثْنَيْنِ، فَإِنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِينَ بِأُمُورِكُمْ، فَقُومُوا فَبَايِعُوهُ، وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ

لِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ : اصْعَدِ الْمِنْبَرَ ، فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً .

''میں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا آخری خطبہ سنا، وہ منبر پر بیٹھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اگلا دن تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے،کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: مجھے امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بعد تک زندہ رہیں گے اور سب سے آخر میں فوت ہوں گے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں،تو اللہ نے آپ کے درمیان وہ چیز رکھی ہے، جس کے ذریعے اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی فرمائی تھی، ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور غار میں ان کے ساتھ دوسرے تھے۔ وہ آپ کے اُمور چلانے کے زیادہ مستحق ہیں، کھڑے ہو جائیں اور ان کی بیعت کریں۔ صحابہ کرام کے ایک گروہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کی بیعت کر لی تھی اور عام بیعت منبر پر ہوئی۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اس دن سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے کہ منبر پر چڑھیے۔ وہ بار بار کہتے رہے حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے، تو لوگوں نے ان کی عام بیعت کی۔''

(صحيح البخاري : 7219)

دلیل نمبر ⑪

ابوعثمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: أَبُوهَا قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا، فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ.

"رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو غزوۂ ذات سلاسل کے لیے بھیجا، انھوں نے بیان کیا کہ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ عرض کیا: مردوں میں؟ فرمایا: ان کا باپ، عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: عمر۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ مردوں کو شمار کیا، میں اس ڈر سے خاموش ہو گیا کہ آپ ﷺ مجھے آخر میں رکھیں گے۔"

(صحيح البخاري: 4358، صحيح مسلم: 2384)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳۔۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

مَا كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيُحِبَّ إِلَّا طَيِّباً، وَقَدْ قَالَ: «لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ»، فَأَحَبَّ أَفْضَلَ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِهِ، وَأَفْضَلَ امْرَأَةٍ مِنْ أُمَّتِهِ، فَمَنْ أَبْغَضَ حَبِيْبَي رَسُوْلِ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَرِيٌّ أَنْ يَكُوْنَ بَغِيْضًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِہٖ، وَحُبُّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعَائِشَةَ كَانَ أَمْراً مُسْتَفِيْضًا، أَلَا تَرَاهُمْ كَيْفَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَهَا، تَقَرُّبًا إِلٰى مَرْضَاتِہٖ؟

”پیغمبر ﷺ کی محبت طیب ہی سے ہوسکتی ہے، نبی ﷺ فرما چکے کہ میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلام کا بھائی چارہ افضل ہے، آپ نے امت کے افضل مرد وعورت سے محبت کی، جو حبیبان رسول سے بغض رکھتا ہے، وہ لازما رسول اللہ ﷺ سے بھی بغض رکھتا ہے، نبی ﷺ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرنا فطری معاملہ تھا، آپ دیکھتے نہیں کہ صحابہ نبی کریم ﷺ کو تحفے اس دن بھیجتے، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ ہوتے، مطلوب آپ ﷺ کی رضا ہوتی تھی۔“

(سِیَر أعلام النّبلاء : 142/2)

دلیل نمبر ⑫

سیّدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

لَمَّا اسْتُعِزَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَهٗ فِي نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ دَعَاهُ بِلَالٌ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ : مُرُوا مَنْ يُصَلِّي لِلنَّاسِ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ فَإِذَا عُمَرُ فِي النَّاسِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ غَائِبًا، فَقُلْتُ : يَا عُمَرُ قُمْ

فَصَلِّ بِالنَّاسِ ، فَتَقَدَّمَ فَكَبَّرَ ، فَلَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهٗ وَكَانَ عُمَرُ رَجُلًا مُّجْهِرًا، قَالَ : فَأَيْنَ أَبُو بَكْرٍ؟ يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ، يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ فَبَعَثَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَجَاءَ بَعْدَ أَنْ صَلّٰى عُمَرُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ .

’’رسول اللہ ﷺ کی تکلیف شدت اختیار کر گئی، میں مسلمانوں کے ایک گروہ کے ہمراہ آپ ﷺ کے پاس تھا، آپ ﷺ کو بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی طرف بلایا، آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دو، عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نکلے، تو عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غائب تھے۔ میں نے کہا: عمر! اٹھیے اور لوگوں کو نماز پڑھائیے، وہ آگے بڑھے اور تکبیر کہی، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آواز بلند تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آواز سن لی اور فرمایا: ابوبکر کہاں ہیں؟ اللہ اور مؤمنوں نے اس کام کا انکار کر دیا ہے۔ اللہ اور مؤمنوں نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا چکے، تو وہ تشریف لائے اور انہوں نے نماز پڑھائی۔‘‘

(سنن أبي داوٗد : 4660، مسند الإمام أحمد : 322/4، المعرفة والتّاريخ للفَسوي :454,453/1، وسندهٗ حسنٌ)

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی، تو اپنا سر

حجرہ سے باہر نکالا اور غصے سے فرمایا:

لَا، لَا، لِيُصَلِّ لَهُمُ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، يَقُولُ ذٰلِكَ مُغْضَبًا .

''نہیں نہیں، نماز ابن ابی قحافہ ہی پڑھائیں گے۔''

(المعرفة والتّاريخ للفسوي :454/1، سنن أبي داوٗد :4661، وسندہٗ حسنٌ)

موسیٰ بن یعقوب زمعی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''حسن الحدیث'' ہے۔

دلیل نمبر ⑬

سیّدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَتَاهُمْ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ : يَا بِلَالُ إِنْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ صَلَاةُ الْعَصْرِ أَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ .

''بنو عمرو بن عوف کے درمیان لڑائی ہوئی۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کے بعد ان کی صلح کرانے چلے گئے اور فرمایا: بلال! اگر میں نہ آؤں اور نماز کا وقت ہو جائے، تو ابوبکر سے کہنا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ نماز عصر کا وقت ہوا، تو انھوں نے اذان کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہا اور وہ آگے بڑھے (اور نماز پڑھائی)۔''

(المعرفة والتّاريخ ليعقوب بن سفيان الفسوي :455/1، وسندہٗ حسنٌ)

دلیل نمبر ⑭

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض گزار ہوا:

إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالعَسَلَ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالمُسْتَقِلُّ، وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «اعْبُرْهَا» قَالَ : أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ، وَأَمَّا الَّذِي يَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالقُرْآنُ، حَلَاوَتُهُ تَنْطُفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ، تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللّٰهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ، ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ، فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بِأَبِي

أَنْتَ، أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا» قَالَ : فَوَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ، قَالَ : «لَا تُقْسِمْ» .

''میں رات خواب دیکھا کہ ایک چھتری سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا، لوگ اس سے چلو بھر رہے تھے، کوئی زیادہ لے رہا تھا اور کوئی کم۔ اور ایک رسی بھی دیکھی، جو زمین سے آسمان تک لمبی تھی۔ آپ (رسول اللہ ﷺ) نے وہ رسی پکڑی اور آسمان پر چڑھ گئے، پھر ایک اور شخص نے پکڑی اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، پھر وہ رسی ایک اور شخص نے تھامی اور اوپر چڑھ گیا، پھر ایک تیسرے شخص نے پکڑی، تو رسی ٹوٹ گئے، بعد میں دوبارہ جوڑ دی گئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرا باپ قربان جائے، اللہ کے رسول! یہ تعبیر مجھے کرنے دیجئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جی، تعبیر کیجئے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (خواب میں) چھتری سے مراد دین اسلام ہے، اس سے ٹپکنے والے گھی اور شہد سے مراد قرآن مجید ہے، جس کی حلاوت ٹپک رہی تھی اور لوگ اس سے فیض یاب ہو رہے تھے، اب کچھ لوگ زیادہ فیض حاصل کر رہے تھے اور کچھ کم۔ آسمان سے زمین تک لٹکنے والی رسی سے مراد وہ حق ہے، جس پر آپ قائم ہیں۔ آپ نے اس رسی کو تھاما اور اللہ نے آپ کو بلند کر دیا۔ پھر اس رسی کو آپ کے بعد ایک شخص نے پکڑا، وہ بھی اٹھ گیا، پھر دوسرے شخص نے پکڑا، وہ بھی

اٹھ گیا، پھر تیسرے شخص نے تھاما، تو رسی ٹوٹ گئی، بعد میں پھر جوڑ دی گئی اور وہ بھی اٹھ گیا۔ اللہ کے رسول! میرا باپ آپ پر قربان، بتائیے کہ میں نے تعبیر صحیح کی یا غلط۔ فرمایا: کچھ صحیح اور کچھ غلط۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میری غلطی پر نشاندہی کیجئے، فرمایا: قسم تو نہ اٹھائیے۔''

(صحيح البخاري : 7046، صحيح مسلم : 2269)

قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلَّذِينَ أَخَذُوا بِهٖ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ هُمُ الْخُلَفَاءُ الثَّلَاثَةُ وَعُثْمَانُ هُوَ الَّذِي انْقَطَعَ بِهٖ ثُمَّ اتَّصَلَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن شخصیات نے ایک ایک کر کے رسی پکڑی، وہ خلفائے ثلاثہ ہیں۔ جس کی رسی ایک بار ٹوٹ کر دوبارہ جوڑی گئی، اس سے مراد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(فتح الباري لابن حجر : 435/12)

دلیل نمبر ⑮

سیدنا ابو طفیل، عامر بن واثلہ، لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جَاءَ تْ فَاطِمَةُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَتْ : يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! أَنْتَ وَرِثْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ أَهْلُهٗ؟ قَالَ : لَا، بَلْ

أَهْلُهُ، قَالَتْ : فَمَا بَالُ الْخُمُسِ؟ فقَالَ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : «إِذَا أَطْعَمَ اللّٰهُ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ، كَانَتْ لِلَّذِي يَلِي بَعْدَهُ»، فَلَمَّا وَلِيتُ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ : أَنْتَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ، ثُمَّ رَجَعَتْ» .

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور عرض کیا: اے خلیفہ رسول! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث آپ ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث نہیں ہوں، اہل بیت ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: تو پھر مالِ خمس کا کیا بنے گا؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا: جب اللہ اپنے نبی کو مال عطا فرماتا ہے، پھر اپنے پاس بلا لیتا ہے، تو اس مال کا نظم ونسق اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا، جو خلیفہ وقت ہوگا۔ چنانچہ میں خلیفہ بنا، تو مناسب سمجھا کہ یہ مال مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔ اس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس معاملے میں آپ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں، پھر آپ رضی اللہ عنہا چلی گئیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 4/1، السنن الكبرٰى للبيهقي : 303/6، والسياق لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)